Research Journal Ulum-e-Islamia
Journal Home Page: https://journals.iub.edu.pk/index.php/Ulum-e-Islamia/
E-Mail:muloomi@iub.edu.pk ISSN: 2073-5146(Print) ISSN: 2710-5393(Online)
Vol.No: 31, Issue:02. (Jul-Dec 2024) Date of Publication: 27-11-2024
Published by: Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

انسان کے مقصد حیات کی تکمیل میں سیرت النبی ﷺ کا کردار: ایک تحقیقی جائزہ

The Role of the Biography of the Prophet ﷺ in Fulfilling the Purpose of Human Life, a Research Review

Misbah Sajjad
MS Scholar, Department of Islamic studies, Govt Sadiq College Women University Bahawalpur.
Email of corresponding auther: misbahsajjad125@gmail.com
ORCID: 0009-0009-2829-7399

Abstract:
The Role of Seerat-un-Nabi (PBUH) in Achieving the Purpose of Human Life. The Seerat-un-Nabi (PBUH) provides profound guidance for humanity in fulfilling its divine purpose, which centers on worshiping Allah, achieving spiritual contentment, and contributing to societal well-being. Prophet Muhammad (PBUH), through his exemplary life, established a comprehensive framework that addresses personal, moral, and social dimensions, enabling individuals to lead meaningful and balanced lives.The ultimate purpose of human life, as emphasized in Islam, is to worship Allah and follow His guidance. The Prophet (PBUH) embodied this purpose through his deep devotion to Allah, regular prayer, and constant remembrance of the Creator. His gratitude, humility, and trust in Allah’s plan serve as a model for those seeking spiritual fulfillment and inner peace. By following his example, individuals can strengthen their relationship with Allah and find purpose in their existence.In addition to spiritual devotion, the Seerat-un-Nabi (PBUH) emphasizes moral and ethical excellence. The Prophet’s (PBUH) life was marked by truthfulness, patience, forgiveness, and compassion, even toward his adversaries. His character demonstrated how personal integrity and ethical behavior contribute to fulfilling one’s purpose and earning Allah’s pleasure. These qualities also foster trust and harmony within communities, guiding individuals toward a virtuous life.The social dimension of the Prophet’s (PBUH) teachings underscores justice, equality, and collective responsibility. He established a society based on mutual respect, fairness, and support for the needy. His initiatives, such as the Charter of Medina, promoted coexistence and societal harmony. By adopting these principles, individuals and communities can build a just and compassionate society that aligns with divine values.

Keywords: Role, Biography, Fulfilling, Purpose, Human Life, Research Review

تعارف:

انسان کی تخلیق کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی رضا کا حصول ہے۔ یہ مقصد تبھی ممکن ہے جب انسان اپنی زندگی کو الٰہی اصولوں اور احکامات کے مطابق ڈھالے۔ سیرت النبی ﷺ اس سلسلے میں کامل رہنمائی فراہم کرتی ہے، جو انسان کو روحانی، اخلاقی اور سماجی ہر پہلو سے ترقی کی راہ دکھاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی زندگی ایک عملی نمونہ ہے جو نہ صرف اللہ کے قریب ہونے کا ذریعہ فراہم کرتی ہے بلکہ انسانیت کے لیے عدل، محبت، اور بھائی چارے پر مبنی معاشرتی نظام کی بنیاد بھی رکھتی ہے۔ اس تحقیقی جائزے میں سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو زیر بحث

لایا گیا ہے تاکہ یہ واضح کیا جاسکے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات اور عمل کس طرح انسان کے مقصد حیات کی تکمیل میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔

انسانی زندگی کا بنیادی مقصد

انسان کے وجود کا مقصد حیات، اللہ کی عبادت، اس کی معرفت، اور دنیا میں اس کے احکامات پر عمل کرنا ہے۔ یہ مقصد قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"[1]

"اور میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔"

اللہ رب العزت نے حضرت انسان کو عناصر اربعہ (مٹی، پانی، ہوا، آگ) سے تخلیق فرمایا۔ اور اسے اپنی نیابت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور اسے مقصدِ حیات و تخلیق کا شعورِ لازوال عطا فرمایا۔ بعد ازاں فرشتوں کو حکم دیا کہ اس باشعور اور بامقصد پیکرِ انسان کو تعظیماً سجدا کرو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس واقعہ کا تذکرہ مختلف مقامات پر ملتا ہے۔

سورہ بقرہ میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

"وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلاَئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُواْ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لاَ تَعْلَمُونَ"[2]

"اور (وہ وقت یاد کریں) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں، انہوں نے عرض کیا: کیا تُو زمین میں کسی ایسے شخص کو (نائب) بنائے گا جو اس میں فساد انگیزی کرے گا اور خونریزی کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور (ہمہ وقت) پاکیزگی بیان کرتے ہیں، (اللہ نے) فرمایا: میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔"

اللہ رب العزت علیم و بصیر ہے قادر مطلق ہے اس نے حضرتِ انسان کو پیدا کیا۔ اس کی تخلیق کے مقاصد کو وہ خود بھی جانتا تھا اور آدم علیہ السلام کو بھی اس کی معرفت و آگاہی عطا فرمائی۔ مگر دوسری طرف فرشتے تھے جو ابھی تک تخلیق انسان کے مقصد سے لاعلم تھے اسی لیے انہوں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سوال پیش کیا اور عرض کی کہ اے ربِ قادر تو ایسے پیکرِ انسانی کی تخلیق کیوں فرمارہا ہے جو زمین پر فتنہ وفساد اور شر انگیزی کرے گا۔

جب اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام اور فرشتوں کے مابین علمی مکالمہ کروایا تو فرشتوں نے اپنے علم کی کمی کو قبول فرمایا اور بارگاہ ایزدی میں یوں گویا ہوئے:

"قَالُواْ سُبْحَانَكَ لاَ عِلْمَ لَنَا إِلاَّ مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ"[3]

"فرشتوں نے عرض کیا: تیری ذات (ہر نقص سے) پاک ہے ہمیں کچھ علم نہیں مگر اسی قدر جو تو نے ہمیں سکھایا ہے، بیشک تو ہی (سب کچھ) جاننے والا حکمت والا ہے۔"

اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس کی تخلیق کا مقصد سکھایا فرمایا:

"وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلاَئِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلاَءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ"[4]

"اور سکھائے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام اور پھر ان کو فرشتوں پر پیش کیا اور فرمایا: ان ناموں کی خبر دو اگر تم سچے ہو۔"

یعنی آدم علیہ السلام کو اپنی معرفت و عبادت اور قرب کے تمام راستے اور طرق سکھائے۔ پھر اللہ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ ان کو بتاؤ کہ حضرت انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے۔

"قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّا أَنبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ"[5]

"اللہ نے فرمایا: اے آدم! (اب تم) انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کرو، پس جب آدم (علیہ السلام) نے انہیں ان اشیاء کے ناموں سے آگاہ کیا

تو (اللہ نے) فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی (سب) مخفی حقیقتوں کو جانتا ہوں، اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔"

اگر اس وسیع و عریض کائنات کا بنظر عمیق جائزہ لیا جائے تو اس میں اللہ رب العزت نے کوئی بھی چیز ایسی تخلیق نہیں فرمائی جو بے مقصد ہو یا جس کو کوئی غرض وغایت نہ ہو اس بات کو قرآن کریم میں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"[6]

"وہ جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں (وہ بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں کہ) اے ہمارے رب! تو نے یہ (سب کچھ) بے کار اور (بے مقصد) پیدا نہیں کیا۔"

اللہ رب العزت نے تمام کائنات کی موجودات میں سے افضل و اشرف حضرتِ انسان کو بنایا ہے۔ جب تمام کائنات کی ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے تو پھر انسان کی حیات کا بھی کوئی مقصد ہونا چاہیے۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لا تُرْجَعُونَ"[7]

"سو کیا تم نے یہ خیال کر لیا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار (وبے مقصد) پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟"

بامقصد زندگی گزارنے والا انسان ایک ایسے مسافر کی طرح ہوتا ہے جس کو اپنی منزل کا مکمل ادراک و شعور ہوتا ہے۔ اگرچہ راستے میں اس مسافر کو کئی دلفریب مناظر، خوشنما اقامت گاہیں اور ٹھنڈے سائے اپنی طرف کھینچتے ہیں مگر وہ ان کو نظر انداز کرتا ہوا منزل کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یعنی دنیا کی رنگینیاں و رعنائیاں انسان کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتیں اگر انسان کے سامنے اس کے مقاصد حیات واضح و روشن ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟۔ اگر ہم اس پر غور کریں تو ہمیں اس فانی دنیا میں لوگوں کے بے شمار مقاصد زندگی دیکھنے کو ملیں گے۔ ان میں سے بعض مقاصدِ حیات شریعت کے مطابق ہونے کی بنا پر انسان کے لیے مفید ہوتے ہیں اور بعض ایسے مقاصد ہیں جن کا انتخاب انسان کیلیے نقصان و ایذا کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ وہ شریعت اسلامیہ کے مطابق نہیں ہوتے جس طرح اللہ رب العزت نے انسان کو پیدا کیا اور ہر معاملے میں اس کی راہنمائی فرمائی ہے اسی طرح مقصد حیات کے چناؤ میں بھی اللہ رب العزت نے انسان کو ایک سمت فراہم کی ہے اور ان تمام مقاصد حسنہ کو ایک ایسے جامع لفظ میں سمو دیا ہے کہ انسان کے تمام اشکالات وخدشات دور ہو گئے ہیں۔ ایک اور مقام پر اللہ رب العزت فرماتا ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُواْ رَبَّكُمُ الَّذِى خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ"[8]

"اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو (بھی) جو تم سے پیشتر تھے تاکہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔"

مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ انسان کی زندگی کا بنیادی مقصد عبادت الٰہی ہے اور عبادات کا لفظ جامع ہے جس میں انسان کے تمام ظاہری و باطنی امور داخل ہیں جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ سے ایک دفعہ کسی شخص نے پوچھا کہ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم میں کس عبادت کا حکم دیا گیا ہے؟ اس کا کیا مفہوم ہے؟ آپ نے اس مسئلہ پر مفصل تقریر فرمائی جو رسالہ العبودیہ کی شکل میں موجود ہے، اس کی ابتدا میں علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے اس کے اندر وہ تمام ظاہری و باطنی اقوال و افعال داخل ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اس کی خوشنودی کا باعث ہیں مثلاً: نماز، روزہ، زکوۃ، حج، راست گوئی، امانت داری، ایفائے عہد، اطاعت والدین، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ، پڑوسیوں، مسکینوں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک، جانوروں کے ساتھ اچھا برتاؤ، دعاء، ذکر الٰہی، تلاوت قرآن اور اس قسم کے تمام اعمال صالحہ عبادات کے اجزاء ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت، رحمت خداوندی کی امیدوار اور عذاب الٰہی کا خوف، خشیت، انابت، اخلاص، صبر و شکر، توکل اور تسلیم و رضا وغیرہ ساری اچھی صفات عبادات میں شامل ہیں۔

انسان کے مقصد حیات کی تکمیل کے لیے نبی کریم ﷺ کی زندگی ایک مکمل اور عملی نمونہ ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ"[9]

"یقیناً رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔"

انسان کی یہ سرشت ہے کہ وہ ہر وقت خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتا ہے۔ اپنا ہر کام سرانجام دیتے وقت اپنے سامنے کوئی ماڈل رکھتا ہے تا کہ اپنے کام کو بہترین انداز میں پایہ تکمیل تک پہنچا سکے۔ تو پھر زندگی گزارنا بھی ایک فن ہے زندگی عطیہ الٰہی ہے جو صرف ایک بار ملتی ہے۔ یہ زندگی کس طرح بہتر انداز میں بسر کی جائے لازماً ہر حساس دل اس کے بارے میں غور و فکر کرتا ہے تو پھر زندگی عطا کرنے والے خالق نے خود ہی انسان کی یہ مشکل حل فرمادی اور یہ اس بندے پر عظیم احسان ہے کہ اس نے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ہمارے لیے ماڈل اور نمونہ کے طور پر پیش کر دیا کہ یہ ہے وہ بہترین معیاری اور مثالی زندگی جس کی اتباع اگر تم کروگے تو دنیاوی زندگی بھی بہت اچھی گزار سکو گے اور آخروی زندگی میں کامیاب و کامران رہو گے۔

سیرت النبی ﷺ کا مقصد حیات کی تکمیل میں کردار

اللہ کی عبادت کا عملی نمونہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی عبادات، اللہ سے محبت، اور اس کی اطاعت کے ذریعے انسانیت کو دکھایا کہ عبادت کس طرح کی جائے۔ آپ ﷺ تہجد کی نماز کو لازم پکڑتے تھے اور اس میں خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ سے تعلق قائم کرتے تھے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

"قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ"[10]

"نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"

یہ حدیث بتاتی ہے کہ آپ ﷺ کے دل میں اللہ کی عبادت کا کیسا گہرا مقام تھا۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ عبادت کا ایک کامل اور عملی نمونہ پیش کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی کے ہر لمحے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وقف کر دیا اور عبادت کو نہ صرف ایک رسمی عمل بلکہ مقصدِ حیات کا بنیادی جزو قرار دیا۔ آپ ﷺ کی عبادت میں خشوع و خضوع، محبت اور عاجزی کا جو عملی مظاہرہ ملتا ہے، وہ امت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

آپ ﷺ نے دن اور رات کی پانچ فرض نمازوں کے ساتھ تہجد، اشراق، اور چاشت کی نماز کو بھی اپنے معمولات کا حصہ بنایا۔ تہجد کے وقت آپ ﷺ طویل قیام کرتے اور بعض اوقات اتنی دیر کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ صحابہ کرامؓ نے اس بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

"أَفَلاَ أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا"[11]

" کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

نبی ﷺ نے عبادت اور دنیاوی زندگی کے درمیان ایک کامل توازن قائم کیا۔ آپ نے امت کو یہ سکھایا کہ ہر جائز عمل، اگر اللہ کی رضا کے لیے ہو، تو وہ بھی عبادت ہے۔ آپ نے فرمایا:

"كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ، وَإِنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ"[12]

"ہر بھلائی صدقہ ہے، اور بھلائی یہ بھی ہے کہ تم اپنے بھائی سے خوش مزاجی کے ساتھ ملو۔"

نبی کریم ﷺ کی عبادات کا عملی نمونہ ہمیں سکھاتا ہے کہ عبادت کا اصل مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا، اپنی زندگی کو اس کے حکم کے مطابق ڈھالنا، اور دنیاوی معاملات میں بھی اخلاص کے ساتھ اس کی بندگی کرنا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو، چاہے وہ نماز ہو، دعا، روزہ، صدقہ، یا ذکر، ایک مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ عبادت ایک روحانی عمل کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور سماجی زندگی کو بھی بہتر بناتی ہے۔

اخلاقی تربیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالص بدوی معاشرے کو ایک ایسا عاقلانہ، عالمانہ اور مہذب معاشرہ بنادیا جو عقل اور نقل دونوں کے تقاضوں کو لے کر کامیابی سے چلا اور دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچا دیا۔ افتراق رنگ و نسل اور تمیز رنگ و خون کو ختم کر کے ایک ایسی مساوات بشری قائم کر دی جس سے بڑھ کر نمونہ آج تک پیش نہیں کیا جا سکا۔ اس مساوات بشری کا ایک مظہر وہ ہدایات بھی ہیں کہ ایک ناک کٹا حبشی غلام بھی تمہارا امیر ہو تو اس کی اسی طرح پیروی کرو جس طرح ابو بکرؓ اور عمرؓ کی پیروی کرتے ہو۔ یہ بات دنیا آج تک حاصل نہیں کر سکی۔ آج بھی دنیا میں سارے دعووں کے باوجود کچھ لوگوں کو ساری دنیا کے مقابلے میں ویٹو حاصل ہے، کچھ لوگ بہ نسبت اوروں کے زیادہ مساوات رکھتے ہیں۔[13]

آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الأَخْلَاقِ[14]"

"مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔"

آپ ﷺ نے زندگی کے ہر پہلو میں اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا: سچائی، امانت داری، انصاف، صبر، اور حلم۔

ایک مشرک عورت آپ ﷺ کے راستے میں کچرا ڈالتی تھی، لیکن جب وہ بیمار ہوئی تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے گئے۔ یہ واقعہ انسانی ہمدردی اور رحم دلی کی بہترین مثال ہے۔

معاشرتی اصلاح

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جو عدل، مساوات، اور بھائی چارے کی بنیاد پر تھا۔

میثاقِ مدینہ : یہ ایک تاریخی معاہدہ تھا جو مختلف اقوام کے درمیان امن و سکون قائم کرنے کا ذریعہ بنا۔ ہجرت کے بعد حضور ﷺ نے اپنی مثالی فہم و فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے اہل مدینہ کے مابین ایک تحریری معاہدہ "میثاق مدینہ" کے عنوان سے قائم کر دیا۔ اس معاہدے نے مدینہ کے دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے میں تاریخی کردار ادا کیا۔ اس سے امن عامہ بحال کرنے میں بہت مدد ملی۔ میثاق مدینہ نے مختلف تہذیبوں کے اختلاط و اشتراک کے لیے ایک قانونی بنیاد فراہم کر دی۔[15] آپ ﷺ نے فرمایا:

"المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ"[16]

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ انسانی تاریخ کی ایک بے مثال اصلاحی تحریک ہے۔ آپ ﷺ نے ایک ایسی معاشرت کی بنیاد رکھی جو عدل، مساوات، اخوت، اور امن پر مبنی تھی۔ اس اصلاحی عمل کا دائرہ سماجی، سیاسی، معاشی، اور اخلاقی پہلوؤں تک پھیلا ہوا تھا، جس کا مقصد انسانوں کو جاہلیت کے اندھیروں سے نکال کر نورِ ہدایت کی روشنی میں لانا تھا۔

آپ ﷺ نے سب سے پہلے معاشرتی اصلاح کے لیے توحید کی دعوت دی۔ اس وقت کے معاشرے میں شرک، بت پرستی، اور جہالت عام تھی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو اللہ کی وحدانیت کی طرف بلایا اور انہیں اس بات کا احساس دلایا کہ تمام انسان ایک ہی رب کے بندے ہیں، اور ان کے درمیان کوئی تفریق جائز نہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ[17]"

"اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ ایک مکمل معاشرتی اصلاحی تحریک تھی۔ آپ ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ قائم کیا جو عدل، مساوات، اور رحم و شفقت پر مبنی تھا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات آج بھی ایک مثالی معاشرتی نظام کے قیام کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت ہمیں یہ درس

دیتی ہے کہ ایک کامیاب اور پر امن معاشرہ تب ہی ممکن ہے جب اس کی بنیاد دینِ اسلام کی تعلیمات پر رکھی جائے۔

تعلیم و تربیت کا نظام

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایک مکمل نظام پیش کرتی ہے، جو نہ صرف روحانی اور اخلاقی تربیت پر مبنی ہے بلکہ دنیاوی معاملات میں بھی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آپ ﷺ کو "**معلم انسانیت** " کے طور پر بھیجا گیا، اور آپ نے معاشرے میں علم و حکمت کے فروغ کے لیے انقلابی اقدامات کیے۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کے تعلیمی کردار کے بارے میں فرمایا گیا:

"**هُوَ ٱلَّذِى بَعَثَ فِى ٱلْأُمِّيِّـۧنَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ ءَايَـٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ**[18]"

"وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول بھیجا، جو ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرے، انہیں پاکیزہ بنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔"

رسول اللہ ﷺ نے تعلیم کو اولین ترجیح دی اور فرمایا:

"طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"[19]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے"

آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں "صفہ" قائم کیا، جو اسلامی تعلیمات کے فروغ کا پہلا ادارہ تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا نظام تعلیم و تربیت دنیا کے لیے ایک مثالی ماڈل ہے۔ آپ ﷺ نے علم کے ذریعے معاشرے کو بدل دیا اور ایسے اصول فراہم کیے جو آج بھی انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات نہ صرف روحانی ترقی کا ذریعہ ہیں بلکہ ایک مثالی معاشرتی نظام کے قیام کی بنیاد بھی فراہم کرتی ہیں۔

صبر اور استقامت

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ صبر اور استقامت کا ایک بے مثال نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی دعوت کے دوران بے شمار آزمائشوں، مشکلات، اور مصائب کا سامنا کیا، لیکن ہمیشہ صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ کی یہ صفات قرآن و حدیث میں کئی مقامات پر بیان کی گئی ہیں، اور یہ امت کے لیے ایک عظیم سبق فراہم کرتی ہیں کہ مشکلات کے وقت صبر اور استقامت کو اختیار کرنا ہی کامیابی کا راستہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی صبر اور استقامت کی عملی تصویر ہے:

- شعب ابی طالب میں تین سال تک شدید بائیکاٹ برداشت کیا۔
- طائف میں پتھروں کی بارش کے باوجود دعائے خیر کی:

"رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ"[20]

"اے اللہ! ان لوگوں کو ہدایت دے، کیونکہ یہ نہیں جانتے۔"

رسول اللہ ﷺ کے صبر اور استقامت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح اور کامیابی سے نوازا۔

مکہ کی فتح صبر و استقامت کی ایک عظیم مثال ہے۔ فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے ان لوگوں کو معاف کر دیا جنہوں نے آپ پر ظلم کیے تھے۔[21]

رسول اللہ ﷺ کا صبر اور استقامت ہر مسلمان کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ مشکلات اور مصائب میں اللہ پر بھروسہ رکھنا، صبر کرنا، اور دین پر قائم رہنا ہی حقیقی کامیابی کا راستہ ہے۔ آپ ﷺ کے صبر و استقامت کے مظاہر نے دنیا کو بدل دیا اور انسانیت کے لیے ایک کامل نمونہ پیش کیا۔

دنیاوی اور روحانی کامیابی کا توازن

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ دنیاوی اور روحانی کامیابی کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے انسانیت کو نہ صرف دین کی روحانی بلندیوں تک پہنچنے

کاراستہ دکھایا بلکہ دنیاوی زندگی کے معاملات میں بھی کامیابی کے اصول سکھائے۔ آپ ﷺ نے ایسا متوازن نظام زندگی پیش کیا جو ہر دور اور ہر طبقے کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کے ذریعے یہ پیغام دیا کہ دین اور دنیا کے معاملات میں توازن ضروری ہے۔

آپ ﷺ نے تجارت کی اور ایمانداری کی مثال قائم کی، جس کی وجہ سے آپ کو "امین" کا لقب ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي"[22]

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہو، اور میں اپنے اہل خانہ کے لیے سب سے بہتر ہوں۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دنیاوی اور اخروی کامیابی کے لیے توازن کی تعلیم دی:

"وَٱبْتَغِ فِيمَآ ءَاتَىٰكَ ٱللَّهُ ٱلدَّارَ ٱلْءَاخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ ٱلدُّنْيَا[23]"

"اور جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے، اس سے آخرت کا گھر تلاش کر اور دنیا میں بھی اپنا حصہ نہ بھول۔"

رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی عملی تفسیر پیش کی اور اپنی زندگی میں دنیاوی اور روحانی ذمہ داریوں میں مکمل توازن قائم کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے دنیاوی اور روحانی کامیابی کا ایک ایسا متوازن نمونہ پیش کیا جو آج کے انسان کے لیے بھی مشعلِ راہ ہے۔ آپ ﷺ نے یہ سکھایا کہ دنیاوی کامیابی اور روحانی ترقی ایک دوسرے کی مخالف نہیں بلکہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی کا یہ پہلو مسلمانوں کے لیے ہر دور میں رہنمائی فراہم کرتا رہے گا۔

خلاصہ بحث

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ انسان کے مقصد حیات کی تکمیل کا بہترین ذریعہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی عملی زندگی کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ اللہ کی عبادت، اخلاقی بلندی، اور معاشرتی خدمت کے ذریعے ایک انسان نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت ایک جامع رہنمائی ہے، جسے اختیار کر کے ہر انسان اپنے مقصد حیات کو حاصل کر سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبے ہر گوشے اور ہر پہلو کے بارے میں مکمل رہنمائی عطا فرمائی ہے قوی ہدایات بھی دی ہیں اور پھر خود ان پر عمل بھی کر کے دکھایا ہے۔ اس طرح ہمیں ہر گوشہ زندگی کے بارے میں واضح صاف افراط و تفریط سے پاک، معقول، روشن اور بہترین رستہ بتایا ہے۔ پھر آپ کی سیرت پاک میں بنی نوع کے ہر طبقے اور ہر گروہ کے لیے ذاتی اور اجتماعی طور پر بھی واضح ہدایات موجود ہیں۔ ایک شخص بچپن میں ناساز گار حالات میں گھر جائے تو وہ مائی آمنہ کے لال اور مکہ کے در یتیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تسلی واطمینان کا سامان پائے گا۔ نوجوانوں کے لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاداری اور عفت و پاکبازی کا بہترین عملی نمونہ موجود ہے۔ کہ آپ بچپن سے ہی کنواری لڑکیوں سے زیادہ حیادار تھے۔ تاجروں کو مکہ کے اس عظیم تاجر سے سبق ملتا ہے جس کے تجارتی لین دین دیانتداری اور کھرے معاملے کا شہرہ ملک شام تک پھیلا ہوا تھا اور اسی بنا پر اس کو متفقہ طور پر "صادق اور امین" کا خطاب اپنی قوم سے مل چکا ہے۔ حکمرانوں کو اگر نمونہ عمل چاہیے تو وہ غور کریں مدینہ کے اس بوریا نشین سربراہ جو مکہ میں فاتحانہ داخل ہوا تو انکساری کی وجہ سے سر مبارک اونٹ کی گردن تک جھکا ہوا تھا۔ اساتذہ اور معلمین کے لیے اس معلم اعظم کی ذات میں بہت بڑا سبق موجود ہے جو صفہ والوں کو کتنی شفقت دردمندی اور دل سوزی سے پڑھایا کرتا تھا۔ شاگردوں کے لیے نمونہ ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں کہ وہ اس طرح حضرت جبریل علیہ السلام کے سامنے دوزانو اور مؤدب بیٹھا کرتے تھے۔ اگر آپ مبلغ اور واعظ ہیں تو منبر نبوی پر کھڑے ہونے والے کی واعظ و تقریر اور اس کی سادگی و دل نشینی پر غور فرمائیں۔ شوہروں کے لیے حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر کی پاک زندگی کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ اگر آپ اولاد والے ہیں تو حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبت اور حسن تربیت پر غور فرمائیں۔ اگر مزدور اور محنت کش ہیں تو مسجد نبوی کے معمار اور اپنے ہاتھوں سے خندق کھودنے والے پیغمبر کی زندگی کا مطالعہ فرمائیں۔

سفارشات

- مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا تفصیلی مطالعہ کرنے کی ترغیب دی جائے۔
- تعلیمی نصاب میں سیرت النبی ﷺ کو شامل کیا جائے تاکہ نئی نسل مقصدِ حیات کی تکمیل کے لیے رہنمائی حاصل کرے۔
- عبادات اور دنیاوی کاموں میں توازن قائم کرنے کے لیے عملی تربیت کے پروگرام منعقد کیے جائیں۔
- مساجد، مدارس، اور اسکولوں میں ایسے تربیتی ورکشاپس کا اہتمام کیا جائے جو انسان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی کے اصول سکھائیں۔

سیرت النبی ﷺ انسان کے مقصدِ حیات کی تکمیل کے لیے ایک کامل رہنما ہے۔ ان سفارشات پر عمل پیرا ہو کر دنیاوی اور روحانی زندگی میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو عملی زندگی کا حصہ بنانا ہی انسانیت کے لیے حقیقی فلاح کا ذریعہ ہے۔

مصادر و مراجع:

---

[1] الذٰریات(51):56۔

[2] البقرہ(2):30۔

[3] البقرہ(2):32۔

[4] البقرہ(2):31۔

[5] البقرہ(2):33۔

[6] آل عمران(3):191۔

[7] المؤمنون(23):115۔

[8] البقرہ(2):21۔

[9] الاحزاب(33):21۔

[10] ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علي الخراسانی، السنن الصغری للنسائی (حلب: مکتب المطبوعات الإسلامیۃ-الطبعۃ: الثانیۃ، 1406–1986) رقم الحدیث: 3940۔

[11] البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: 1130۔

[12] ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1970۔

[13] ڈاکٹر محمود احمد غازی، محاضرات سیرت (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، 2007ء) 47۔

[14] ابو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام احمد بن حنبل (مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ: الأولی، 1421ھ-2001م) رقم الحدیث: 8952۔

[15] عبد الملک بن هشام بن ایوب الحمیری، السیرۃ النبویۃ لابن هشام (مصر: شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی البابي الحلبي، الطبعۃ: الثانیۃ، 1375ھ-1955م) 3/32۔

[16] ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح البخاری (بیروت: دار طوق النجاۃ، 1422ھ) رقم الحدیث: 10۔

[17] الحجرات(49):13۔

[18] الجمعہ(62):02۔

[19] ابن ماجۃ ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ (حلب: دار إحیاء الکتب العربیۃ- فیصل عیسی، س ن) رقم الحدیث: 224۔

[20] البخاری، الجامع الصحیح البخاری، رقم الحدیث: 6929۔

[21] ڈاکٹر محمد طاہر القادری، سیرۃ الرسول (لاہور: منہاج القرآن پبلشرز، 2002ء)، 640۔

[22] محمد بن عیسی بن سَورۃ الترمذی، السنن (مصر: شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی البابي الحلبي- الطبعۃ: الثانیۃ، 1395ھ-1975م) رقم الحدیث: 3895۔

[23] القصص(28):77۔